وقفات مع الاحتفال بالمولد

محفل میلاد
چند قابل غور نکتے

اعداد:

عبدالهادی عبدالخالق مدنی

کاشانۂ خلیق، اٹوابازار، سدھارتھ نگر، یوپی

داعی احساء اسلامک سینٹر، سعودی عرب

الحمد لله والصلاة والسلام علی رسول الله، أما بعد:

ماہ ربیع الاول کی آمد ہوئی اور محفل میلاد کی تیاریاں شروع ہو گئیں، کیا ہم نے کبھی غور کیا کہ ہم یہ سالانہ جشن کیوں مناتے ہیں؟ ہم غور وفکر کے چند نکتے لے کر حاضر ہوئے ہیں شاید بلکہ یقیناایسی سعید روحیں اور ایسے نیک بخت افراد ضرور ملیں گے جو ان نکتوں پر غور کرکے اپنے عمل پر نظر ثانی کریں گے اور اپنے اندر ایک اچھی تبدیلی لائیں گے۔ آیئے اس تعلق سے چند توجہ طلب امور پر ہم نظر ڈالتے ہیں۔

پہلا نکتہ: ہر دینی عمل کی بنیاد اتباع شریعت ہے۔

ہم مسلمان ہیں اور ہمارے دین اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کے تمام معاملات میں شریعت کی پیروی کریں، چنانچہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اپنے نبی ﷺ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا: ﴿ ثُمَّ جَعَلْنَٰكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ ٱلْأَمْرِ فَٱتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ ٱلَّذِينَ

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨﴾ الجاثیۃ:۱۸ (ہم نے آپ کے لئے دین کا ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے آپ بس اسی کی اتباع کیجئے اور ان لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کیجئے جو علم نہیں رکھتے۔)

آیت سے معلوم ہوا کہ ہر دینی عمل کی بنیاد اتباع شریعت ہے نہ کہ من مانی ایجاد۔ ساتھ ہی یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ ایک جانب شریعت ہے اور دوسری جانب خواہشات نفس ہیں، جو شخص شریعت کی پیروی سے رو گردانی کرے گا وہ لامحالہ خواہشات کی پیروی میں واقع ہو جائے گا۔ قرآن پاک میں دو لفظ ایک دوسرے کی ضد کے طور پر استعمال ہوئے ہیں ایک "ھویٰ" (خواہشات) دوسرے "ھدیٰ" (ہدایت وشریعت)۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ (القصص/۵۰) (پھر اگر یہ آپ کی بات نہ مانیں تو آپ یقین کر لیں کہ یہ صرف اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں، اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کی ہدایت کے

بجائے اپنی خواہش کی پیروی کر رہا ہے، بے شک اللہ تعالی ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا)۔

ابتدا میں ذکر کی گئی آیت کے اندر اللہ تعالیٰ نے اتباع شریعت کا جو حکم اپنے نبی ﷺ کو دیا ہے دوسری آیت میں یہی حکم ایمان والوں کو بھی دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے: ﴿ ٱتَّبِعُواْ مَآ أُنزِلَ إِلَيۡكُم مِّن رَّبِّكُمۡ وَلَا تَتَّبِعُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوۡلِيَآءَۗ قَلِيلٗا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٣﴾ ﴾ الأعراف: ٣ (جو کچھ تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے اُس کی پیروی کرو اور اُس کے سوا دیگر سرپرستوں کی پیروی نہ کرو، (مگر) تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو۔)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ أَمۡ لَهُمۡ شُرَكَـٰٓؤُاْ شَرَعُواْ لَهُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا لَمۡ يَأۡذَنۢ بِهِ ٱللَّهُۚ ﴾ الشوری: ۲۱ (کیا ان لوگوں کے لئے (اللہ کے) ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے ایسا دین مقرر کیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے۔)

آیت سے معلوم ہوا کہ اگر ہم نے کوئی ایسا عمل کیا جس کا اللہ کے دیئے ہوئے دین اور اللہ کی نازل کردہ شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے تو جس شخص کے کہنے پر ہم نے وہ عمل شروع کیا اسے اللہ کا شریک ٹھہرایا، اور یہ بات ہر صاحب فہم اور ہر ذی شعور کے لئے واضح ہے کہ شریعت سازی میں کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا ایک خطرناک قسم کا گناہ اور ایک سنگین قسم کی معصیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أَلَا لَهُ ٱلۡخَلۡقُ وَٱلۡأَمۡرُۗ تَبَارَكَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ الأعراف: ۵۴ (یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔)

نیز فرمان باری ہے: ﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِي مُسۡتَقِيمٗا فَٱتَّبِعُوهُۖ وَلَا تَتَّبِعُواْ ٱلسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَن سَبِيلِهِۦۚ ذَٰلِكُمۡ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ﴾ الأنعام: ۱۵۳ [اور یہ (دین) میرا سیدھا راستہ ہے، سو اس دین پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں

تم کو اللہ کی راہ سے جدا کردیں گی۔اس کا تم کو اللہ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم تقوی اختیار کرو]

احادیث پاک میں بھی اتباع شریعت کی بڑی تاکید آئی ہے۔چنانچہ یہ حدیث ملاحظہ کیجئے۔

عن أبي نجيح العرباض بن سارية – رضي الله عنه – ، قال : وعظنا رسول الله – صلى الله عليه وسلم – موعظة بليغة وجلت منها القلوب ، وذرفت منها العيون ، فقلنا : يا رسول الله ، كأنها موعظة مودع فأوصنا ، قال : ((أوصيكم بتقوى الله، والسمع والطاعة وإن تأمر عليكم عبد حبشي ، وإنه من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا ، فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ ، وإياكم ومحدثات الأمور ؛ فإن كل بدعة ضلالة)) رواه أبو داود والترمذي ، وقال : ((حديث حسن صحيح))

(عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک بلیغ نصیحت فرمائی جس سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل دہل گئے۔کسی

نے کہا: اے اللہ کے رسول ! گویا یہ رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے لہذا آپ ہمیں وصیت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: میں تمھیں اللہ کے تقوی اور سمع وطاعت کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ حبشی غلام ہی کیوں نہ تمھارا امیر بن گیا ہو، کیونکہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارا اختلاف دیکھے گا، لہذا تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی کے ساتھ تھام لو، اسے دانتوں سے مضبوط جکڑلو، اور اپنے آپ کو نئی ایجاد شدہ چیزوں سے بچاؤ، اس لئے کہ ہر ایجاد شدہ چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (اسے ابوداود اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے حسن صحیح قرار دیا ہے۔)

حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر اختلافی عمل کرنے سے پہلے ہمیں یہ معلوم کرلینے کی ضرورت ہے کہ وہ عمل آیا نبی کریم ﷺ اور آپ کے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہے یا نئی ایجاد شدہ چیز ہے، اگر کوئی نئی ایجاد شدہ چیز ہو تو اس سے بچنا چاہئے کیونکہ وہ بدعت ہوگی اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

دوسرا نکتہ: دین مکمل ہے، اس میں اضافہ کی گنجائش نہیں۔

محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اب آپ کے بعد نہ کوئی نیا رسول آنے والا ہے اور نہ کوئی نیا نبی، نہ کوئی نیا دین نازل ہونے والا ہے اور نہ کوئی نئی شریعت۔ آپ ﷺ اس روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں اور جناتوں کے لئے اللہ کے پیغام کو اپنی آخری اور مکمل شکل میں حاصل کرنے کا تنہا واسطہ ہیں۔

اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو رحمت عالم، بشیر ونذیر اور آفتاب ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا جس سے کفر وشرک کی ظلمتیں کافور ہو گئیں، روئے زمین دوبارہ نور ایمان سے روشن اور منور ہو گئی، انسانیت جاہلیت وضلالت کو چھوڑ کر صراط مستقیم اور راہ ہدایت پر گامزن ہو گئی، یہ مخلوق پر اللہ کی جانب سے ایک عظیم الشان نعمت تھی، ایک گراں قدر انعام واحسان تھا۔ آپ ﷺ کی ولادت مکہ مکرمہ کے اندر ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن سنہ اعام الفیل میں ہوئی، یہ وہی سال تھا جس سال شاہ حبشہ نے کعبہ کو ڈھانے کے لئے مکہ پر حملہ کیا تھا، لیکن اللہ تعالی نے کعبہ کی حفاظت فرمائی اور

ابرہہ اور اس کے لشکر کو سخت عذاب سے دوچار کیا، یہ واقعہ جہاں ایک طرف کعبہ کے تقدس اور اس کی عزت وشرف کا مظہر تھا وہیں نبی پاک ﷺ کی بعثت کی تمہید بھی تھا۔

آپ کی بعثت کے لئے امام الموحدین، ابو الانبیاء، آپ ﷺ کے جد اعلی ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی اور عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کی آمد کی خوشخبری سنائی تھی۔

اللہ کے نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں قبیلۂ قریش کی ایک شاخ بنو ہاشم میں پیدا ہوئے۔ پاکباز سیرت و کردار اور بلند اخلاق کے ساتھ جوان ہوئے۔ صادق وامین کے لقب سے شہرت ملی۔ جب آپ چالیس سال کے ہوئے تو اللہ تعالی نے اپنے بندوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لئے آپ کو اپنا رسول اور داعی بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ نے اس امانت کا حق ادا کیا۔ امت کی خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آپ نے اپنی امت کو اللہ کے حقوق، اپنے حقوق، بندوں کے حقوق اور دیگر تمام احکام اور مسائل بتا اور سمجھا دیئے ہیں، آپ نے ایسی کوئی کمی نہیں چھوڑی جس کے اضافہ کی بعد میں

ضرورت ہو۔ ہر نیکی اور بدی سے اپنی امت کو آگاہ اور باخبر کر دیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں دین کی تکمیل کا اعلان فرمایا۔ ﴿ اَلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلۡإِسۡلَٰمَ دِينٗا ﴾ المائدۃ: ٣ [آج میں نے تمھارے لئے تمھارے دین کو کامل کر دیا، اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا، اور تمھارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا]

خود رسول ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا: «قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا». « میں نے تمھیں ایسی روشن شاہراہ پر چھوڑا ہے جس کی رات اور دن یکساں ہے»۔ (صحیح سنن ابن ماجہ)

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «صَدَقَ ـ وَاللهِ ـ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَرَكَنَا ـ وَاللهِ ـ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ». « اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا، اللہ کی قسم آپ نے ہمیں ایسی روشن شاہراہ پر چھوڑا ہے جس کی رات

اور دن یکساں ہے»۔(صحیح سنن ابن ماجہ)

جب آپ ﷺ نے ملت ابراہیمی کے رخ بیضاء سے جاہلیت کے گرد وغبار کو صاف کردیا اور توحید واضح طور پر نکھر کر سامنے آگئی اور آپ کا کام مکمل ہوگیا تو آپ نے دنیا کو چھوڑ کر رفیق اعلی کی طرف کوچ فرمایا۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَ۔

آپ ﷺ نے اپنی امت کو ایک اہم نصیحت یہ فرمائی تھی کہ میری سنت وشریعت کو مضبوطی سے تھامنا اور دین کے نام پر ایجاد کردہ خودساختہ نئے امور سے بچتے رہنا۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ آپ کی اس قیمتی نصیحت کو پس پشت ڈال کر بے شمار بدعتیں ایجاد کرلی گئیں اور ان کو جاہلوں اور نادانوں نے یا اسلام دشمنوں نے یا نفس پرستوں نے یا خواہشات کے بندوں نے یا پیٹ کے پجاریوں نے خوب خوب فروغ دیا اور پروان چڑھایا۔ صورت حال یہ ہوگئی کہ بدعت کو لوگ سنت سمجھنے لگے اور حقیقی دین اجنبی بن گیا۔

"جشن میلاد" بھی انھیں بدعات میں سے ایک سنگین اور

خطرناک بدعت ہے۔ زیر نظر رسالہ سے اس کا بدعت ہونا آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہو جائے گا ان شاء اللہ۔

تیسرا نکتہ: نبی ﷺ کی تاریخ ولادت پر اتفاق نہیں۔

محفل میلاد منانے والوں کے لئے ایک نکتہ یہ بھی قابل غور ہے کہ نبی ﷺ کی تاریخ ولادت کے سلسلہ میں مؤرخین کا کافی اختلاف ہے۔ کوئی ماہ رمضان کہتا ہے اور کوئی ماہ ربیع الاول۔ پھر ربیع الاول کی کس تاریخ کو ولادت ہوئی اس میں بھی کئی اقوال ہیں۔ دو، آٹھ، نو، دس بارہ، سترہ اور اٹھارہ تاریخوں کو ذکر کیا گیا ہے۔ اس اختلاف سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ وتابعین کے نزدیک اس دن کا کوئی اہتمام نہیں تھا ورنہ اس قدر اختلاف ہر گز نہ ہوتا۔

اگر فرض کیا جائے کہ صحیح تاریخ ولادت بارہ ربیع الاول ہی ہے تو بعینہ یہی وہ تاریخ ہے جس دن رسول اکرم ﷺ کی وفات ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مقامات پر اس دن کو "عید میلاد" اور بعض مقامات پر "بارہ وفات" سے تعبیر کرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ وفات رسول ﷺ کا غم بھلا کر

کس طرح لوگ جشن و مسرت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

وفات رسول ﷺ اسلامی تاریخ کا سب سے غمناک واقعہ ہے، وفات کے دن صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سخت گریہ وزاری کا عالم طاری تھا، ان کی دنیا تاریک ہو گئی تھی، بعض صحابہ کے ہوش وحواس تک کچھ دیر کے لئے سلامت نہیں رہ گئے تھے۔ یہ خبر صحابہ پر بجلی بن کر گری تھی، وہ یوں دہل گئے تھے گویا مدینہ میں زلزلہ آگیا ہو، بہر کیف یہ ان کے لئے ناقابل برداشت صورت حال تھی۔

بعد میں بھی صحابۂ کرام اس پہاڑ جیسی مصیبت کو یاد کر کے اپنی مصیبتوں میں تسلی کا سامان کرتے تھے۔

لیکن واضح رہے کہ کبھی بھی صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کسی مصیبت کو بطور یادگار نہیں منایا اور نہ ہی کسی خوشی کے موقع کو بطور یادگار منایا۔ ان کے یہاں ''یادگار کے لئے جشن'' یا ''یادگار کے لئے ماتم'' منانے کا تصور ہی نہیں تھا۔

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ تاریخ ولادت میں اگرچہ

اختلاف ہے لیکن یوم ولادت میں کوئی اختلاف نہیں۔ صحیح مسلم میں ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو شنبہ (سوموار) کے صوم (روزہ) سے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ». (اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر نزول قرآن ہوا یعنی اسی دن مجھے نبی بھی بنایا گیا)۔

اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مذکورہ حدیث کی روشنی میں جشن ولادت کا طریقہ یہ ہوگا کہ ہر دو شنبہ کو صوم رکھا جائے تو اس کی بات کسی حد تک معقولیت کے قریب ہے لیکن شرعی اعتبار سے وہ بھی درست نہیں کیونکہ اس حدیث سے کسی صحابی یا قرون مفضلہ کے کسی بزرگ یا سلف صالحین میں سے کسی فرد نے یہ معنی نہیں سمجھا اور چونکہ مسلمان فہم قرآن وسنت کے معاملہ میں فہم سلف کے پابند ہیں لہذا ان کے لئے قرآن کی کوئی ایسی تفسیر اور حدیث کی کوئی ایسی تشریح قابل قبول نہیں جو فہم سلف سے ہٹ کر ہو یا نئی ایجاد ہو۔

چوتھا نکتہ: یوم ولادت سے زیادہ اہم یوم نبوت ہے۔

محفل میلاد منانے والوں کے لئے ایک نکتہ یہ بھی قابل غور ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے نبی ﷺ کی ولادت کے بجائے آپ کی بعثت ونبوت کو احسان قرار دیا ہے، ارشاد ہے: ﴿لَقَدۡ مَنَّ ٱللَّهُ عَلَى ٱلۡمُؤۡمِنِينَ إِذۡ بَعَثَ فِيهِمۡ رَسُولٗا مِّنۡ أَنفُسِهِمۡ يَتۡلُواْ عَلَيۡهِمۡ ءَايَٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ وَٱلۡحِكۡمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبۡلُ لَفِي ضَلَٰلٖ مُّبِينٍ﴾ آل عمران: ۱۶۴ (بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالی کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔)

آیت سے معلوم ہوا کہ یوم نبوت کا مقام یوم ولادت سے بڑھ کر ہے لیکن یوم نبوت کے لئے کوئی جشن یا عید ثابت نہیں پھر بھلا یوم ولادت کے لئے عید کا ثبوت کیسے ممکن ہے؟؟

پانچواں نکتہ: اسلام میں غیروں کی مشابہت منع ہے۔

محفل میلاد منانے والوں کے لئے ایک نکتہ یہ بھی قابل غور ہے کہ اسلام میں غیر قوموں کی مشابہت منع ہے۔ نصرانی (صلیب پرست) عیسی علیہ السلام کا میلاد (برتھ ڈے) اور ہندو رام کا میلاد (جنم دن) مناتے ہیں۔ مسلمانوں نے بھی ان کی دیکھا دیکھی اپنے نبی ﷺ کا میلاد منانا شروع کر دیا۔ نبی ﷺ کی پیشگوئی برحق ثابت ہوئی کہ تم لوگ سابقہ امتوں (یہود ونصاری) کی پیروی کروگے۔ «لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ». (بخاری ومسلم) جب کہ نبی اکرم ﷺ نے یہود ونصاری اور مشرکین کی مخالفت کا حکم دیا ہے اور ان کی مشابہت اختیار کرنے سے صاف طور پر روکا ہے اور یہ وعید سنائی ہے کہ ان کی مشابہت اختیار کرنے والوں کا انجام انھیں کے ساتھ ہوگا۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ». جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے اس کا انجام انھیں کے ساتھ ہے۔ (احمد وابوداود وصححہ الالبانی)

تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ بعض نادان مسلمان یہ بھی کہتے پائے گئے ہیں کہ جب دوسری قومیں اپنے بڑوں کی تاریخ پیدائش دھوم دھام سے مناتی ہیں تو ہم ان سے پیچھے کیوں رہیں؟انھیں اتنا بھی نہیں معلوم کہ ہم ان کے طریقۂ کار کی پیروی کرکے ان کے پیچھے چل کر ان سے پیچھے ہو جاتے ہیں اگر ہم اسلام کو نبی ﷺ کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق اپنائیں تو ساری عزت وعظمت ، شرف وکرامت، تقدم واسبقیت، ترقی واعلی مرتبت ہمیں حاصل ہو جائے۔کاش کہ ہمیں اس کا حقیقی شعور ہو جائے۔!!

چھٹا نکتہ : جشن میلاد چوتھی صدی کی ایجاد ہے۔

محفل میلاد منانے والوں کے لئے ایک نکتہ یہ بھی قابل غور ہے کہ بدعت میلاد کو سب سے پہلے مصر کے نام نہاد فاطمیوں نے چوتھی صدی ہجری میں ایجاد کیا۔ انھوں نے چھ میلاد ایجاد کئے۔ میلاد النبی، میلاد علی، میلاد فاطمہ، میلاد حسن، میلاد حسین، میلاد حاکم وقت۔چوتھی صدی ہجری میں نام نہاد فاطمیوں کے ذریعہ ایجاد کی گئی بدعت کیا اہل سنت مسلمانوں کے لئے لائق اتباع ہے؟!۔

شیطان ان بدعتوں میں گرفتار مسلمانوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہو گا کہ ان کو صحیح دین سے دور کر کے خود ساختہ بدعتوں میں مست کر دیا ہے۔ مسلمان اپنا قیمتی وقت، محنت اور مال ان فضول کاموں میں صرف کر رہے ہیں اور ثواب پانے کے بجائے گنہگار ہو رہے ہیں۔

افسوس تو یہ ہے کہ اس سے توبہ کی توفیق ملنے کی بھی امید نہیں کیونکہ انسان توبہ ان امور سے کرتا ہے جنھیں گناہ سمجھ کر انجام دیتا ہے، بدعتوں سے کیسے توبہ کرے گا جنھیں وہ کار ثواب سمجھ کر انجام دے رہا ہے۔

"جشن میلاد چوتھی صدی کی ایجاد ہے۔" کا مفہوم اپنے اندر پوری طرح واضح ہے، یعنی یہ وہ عمل ہے جو نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں، خلفائے راشدین ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی اور علی حیدر رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد خلافت میں، صحابہ و تابعین کے دور میں، نیز مشہور فقہائے امت امام ابو حنیفہ و امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی زندگیوں میں نہیں انجام پایا۔ ظاہر ہے کہ یہ لوگ ہر نیکی و بھلائی میں ہم سے سبقت کرنے والے تھے، اگر جشن میلاد بھی کوئی نیکی تھی تو یہ کیوں پیچھے رہ گئے؟۔

در حقیقت یہ نیکی و بھلائی کا کام ہے ہی نہیں بلکہ یہ تو ایک بدعت ہے جو شیطان کا پسندیدہ عمل ہے، اللہ کے نیک بندے ایسی بدعتوں کے قریب نہیں جاتے اور شیطان مردود کو خوش ہونے کا کوئی موقع نہیں دیتے۔

ساتواں نکتہ : کیا جشن میلاد محبت رسول ﷺ کا مظہر ہے؟

محفل میلاد منانے والوں کے لئے ایک نکتہ یہ بھی قابل غور ہے کہ محبت رسول ﷺ کا حق فقط میلاد منانے سے ادا نہیں ہوتا۔ یہ حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شریعت کو مضبوطی سے تھاما جائے۔ آپ ﷺ کی سنتوں پر عمل کیا جائے۔ آپ ﷺ کی ہر بات کو ہر ایک کی بات سے آگے رکھا جائے۔ آپ ﷺ کی کسی حدیث کو رد نہ کیا جائے۔ آپ کے حکموں کی تعمیل کی جائے، آپ کی روکی ہوئی تمام چیزوں سے دوری اختیار کی جائے۔ زندگی کا ہر لمحہ آپ ﷺ کی شریعت کی پابندی میں گذارا جائے۔ آپ ﷺ کی اتباع واطاعت کی جائے۔ یاد رہے کہ اتباع ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سچی محبت کی علامت ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ ﴾ آل عمران: ٣١ (کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو خود اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالی بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔)

جب اتباع کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے تو آدمی بدعتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ جب تک اتباع کی راہ پر مضبوطی سے قائم رہتا ہے تب تک صراط مستقیم سے منحرف نہیں ہوتا۔

آپ ﷺ سے محبت کا حق تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کی روشن شریعت میں بدعت کی آمیزش اور ملاوٹ نہ کی جائے۔ ہر وہ کام اور عبادت جو آپ کی شریعت کے مطابق نہیں اسے بدعت مان کر رد کر دیا جائے جیسا کہ آپ ﷺ کی تعلیم ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: «مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ». رواه البخاري ومسلم، وفي رواية لمسلم: «مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ

رَدٌّ». «جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے وہ مردود (ناقابل قبول) ہے»۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے، اور مسلم میں ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں کہ «جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے طریقے کے مطابق نہیں ہے تو وہ مردود ہے»۔

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: یہ حدیث اسلام کا ایک عظیم قاعدہ ہے، یہ نبی ﷺ کے جامع کلمات میں سے ایک ہے۔ یہ ہر طرح کی بدعت اور خودساختہ امور کی تردید میں صریح ہے۔ دوسری روایت میں مفہوم کی زیادتی ہے، اور وہ یہ کہ بعض پہلے سے ایجاد شدہ بدعتوں کو کرنے والے کے خلاف اگر پہلی روایت بطور حجت پیش کی جائے تو وہ بطور عناد کہے گا کہ میں نے تو کچھ ایجاد نہیں کیا، لہذا اس کے خلاف دوسری روایت حجت ہوگی، جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ہر نئی چیز مردود ہے، خواہ کرنے والے نے اسے ازخود ایجاد کیا ہو یا اس سے پہلے اسے کوئی ایجاد کر چکا ہو۔ (شرح مسلم للنووی 16/12)

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اسلام کے

اصولوں میں سے ایک اصل عظیم ہے۔ جس طرح «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ» والی حدیث اعمال کے باطن کو پرکھنے کا ذریعہ ہے، اسی طرح یہ حدیث اعمال کے ظاہر کو پرکھنے کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ ہر وہ عمل جس سے اللہ کی رضا مقصود نہ ہو عامل کے لئے اس کا کوئی ثواب نہیں، اسی طرح ہر وہ عمل جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق نہیں اس کے عامل کے منہ پر مار دیا جائے گا۔ اور جس نے بھی اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف کوئی چیز ایجاد کی اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ (جامع العلوم والحکم)

آٹھواں نکتہ: یادگار سال میں ایک دن نہیں بلکہ ہر دن کئی بار۔

محفل میلاد منانے والوں کے لئے ایک نکتہ یہ بھی قابل غور ہے کہ سال میں صرف ایک دن محمد ﷺ کی یادگار منانا آپ کی قدر ناشناسی ہے۔ آپ ﷺ کی یادگاریں تو ایک دن میں کئی کئی بار خود رب ذوالجلال نے قائم کر دی ہیں۔ اذان واقامت میں، خطبہ اور صلاۃ میں، تشہد اور درود میں،

ہر جگہ آپ کے نام و مقام کا تذکرہ ہے۔ کسی مسلمان کی کوئی صلاۃ (فرض ہو یا نفل) اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک آپ ﷺ پر درود نہ پڑھ لے، اور یہ ایسا عمل ہے جو ایک دن میں کئی کئی بار دہرایا جاتا ہے۔ اہلحدیث ہر حدیث پڑھتے ہوئے، سنتے ہوئے اور بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ ہم نے اپنے رسول کا ذکر بلند کر دیا ہے۔ ﴿ وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ﴾ (الشرح: ۴)

بھلا ایسے رسول کے ذکر کے لئے جس کا ذکر اللہ نے خود بلند کر دیا ہے سال میں ایک دن مخصوص کرنا کتنی تعجب خیز اور حیران کن بات ہے۔ اللہ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت وبعثت سے وفات تک کی پوری پاکیزہ زندگی انسانیت کے لئے رحمت اور نعمت ہے، آپ کی پوری زندگی اللہ کی عبادت واطاعت میں گذری، زندگی کا ہر ہر لمحہ مسلمانوں کے لئے اسوہ اور نمونہ ہے، آپ کی محبت کے اظہار، آپ کی سیرت کے بیان اور آپ کی

عظمتوں کے تذکرہ کے لئے کسی دن اور ساعت کی تعیین نہایت نازیبا اور غیر موزوں عمل ہے۔ آپ کی یاد اور شکر گذاری کا عمل ایک دائمی عمل ہے جسے چند ساعتوں کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جا سکتا۔

آپ ﷺ کی شریعت کا پابند اٹھتے بیٹھتے آپ کی سنتوں پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ آپ کی یاد میں ہوتا ہے، جو لوگ آپ کی سنت اور دین وشریعت سے کوئی سروکار نہیں رکھتے وہی ایسا کرتے ہیں کہ سال میں ایک مخصوص دن آپ ﷺ کو یاد کر کے اپنی سال بھر کی کوتاہیوں پر اپنے اندر کی ملامت کو کم کرنے اور اپنے ضمیر کو کسی قدر مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

نواں نکتہ : نبی ﷺ کی خلاف ورزی مت کرو۔

محفل میلاد منانے والوں کے لئے ایک نکتہ یہ بھی قابل غور ہے کہ میلاد کی محفلوں میں نبی ﷺ کی بے شمار خلاف ورزیاں کی جاتی ہیں، ان میں سے ایک سنگین خلاف ورزی نبی ﷺ کے اس فرمان کی ہے: «لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتْ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ

فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ».«میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرنا جس طرح نصرانیوں نے عیسی بن مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا ہے۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں۔ مجھ کو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو»۔ (بخاری)

میلاد کی محفلوں میں اس فرمان کی بدترین مخالفت کی جاتی ہے۔ نبی ﷺ کو اللہ کے برابر یا خود اللہ یا اس سے بھی زیادہ بااختیار ثابت کرنے کی ناروا کوشش کی جاتی ہے۔ بعض نادان اللہ کے بجائے خود اللہ کے رسول ﷺ سے ہی دعائیں مانگتے ہیں، اپنی مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لئے آپ کو پکارتے ہیں، آپ سے مدد اور شفاعت طلب کرتے ہیں اور نظم ونثر میں آپ کی غلوآمیز مدح وثنا کرتے ہیں۔ آیئے ان کے غلو کا ایک نمونہ دیکھتے ہیں:

ایک صاحب کہتے ہیں:

خالقِ کل نے آپ کو مالکِ کل بنادیا

دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

شاعری میں دلیل کی کبھی ضرورت نہیں ہوتی۔ شاعر کے منہ میں جو آئے بک جائے۔ اسی لئے اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ وَٱلشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ ٱلْغَاوُۥنَ ﴿٢٢٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِى كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿٢٢٥﴾ ﴾ الشعراء: ۲۲۴ ـ ۲۲۵ (شاعروں([1]) کی پیروی وہ لوگ کرتے ہیں جو بھکے ہوئے ہوں۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک بیابان میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں)۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم ﷺ کو یوں مخاطب کرکے ارشاد فرمایا: ﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ ٱلْأَمْرِ شَىْءٌ ﴾ آل عمران: ۱۲۸ (اے پیغمبر! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں)

اور شاعر کہتا ہے:

خالقِ کل نے آپ کو مالکِ کل بنادیا

([1]) قوالی بھی ایک قسم کی شاعری ہے اور آج عوام کی ایک بڑی تعداد اسے اپنے دین کا مصدر بنائے ہوئے ہے، بہت سارے لوگ قوالی سننے کو تلاوت قرآن کی طرح عبادت سمجھتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ ان کی گمراہیوں کی ایک بہت بڑی وجہ ہے، کیونکہ قوالوں کا کتاب وسنت سے ثابت علوم سے کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔

دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔

یہاں ایک مسئلہ وضاحت کے ساتھ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اللہ تعالی اور رسول ﷺ کے حقوق کو الگ الگ نہ جاننا گمراہی کا بہت بڑا سبب ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اللہ اور رسول کے مشترکہ حقوق بھی بیان کئے ہیں اور اللہ نے اپنا خاص حق بھی بیان کیا ہے جس میں رسول ﷺ شریک نہیں ہیں۔ عبادت وہ سب سے بڑا حق ہے جس میں اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ارشاد ہے: ﴿قُلْ إِنِّيٓ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ ٱللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ ٱلدِّينَ ۝١١﴾ الزمر: ۱۱ (آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالی کی اس طرح عبادت کروں کہ اسی کے لئے عبادت کو خالص کرلوں)۔

نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَخْشَ ٱللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَآئِزُونَ ۝٥٢﴾ النور: ۵۲ (جو بھی اللہ تعالی کی، اس کے رسول کی فرماں برداری کریں، خوف الہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں، وہی نجات پانے والے ہیں)۔

اللہ تعالی نے آیت مذکورہ میں واضح کیا کہ اطاعت اللہ اور رسول کا مشترکہ حق ہے لیکن خشیت اور تقوی اللہ کا خاص حق ہے جس میں رسول ﷺ شریک نہیں ہیں۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ فَإِذَا فَرَغْتَ فَٱنصَبْ ﴿٧﴾ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَٱرْغَب ﴿٨﴾ ﴾ الشرح: ۷ ــ ۸ (پس جب تو فارغ ہو تو عبادت میں محنت کر اور اپنے پروردگار ہی کی طرف دل لگا)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رغبت، لالچ اور دل لگانا عبادت ہے جو صرف اللہ کا حق ہے۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ حَسْبُكَ ٱللَّهُ وَمَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾ ﴾ الانفال: ٦٤ (اے نبی! تجھے اللہ کافی ہے اور ان مومنوں کو جو تیری پیروی کر رہے ہیں)۔

اس آیت میں اللہ نے بتایا کہ کافی ہونا صرف اللہ کا حق ہے۔ نیز ارشاد ہے: ﴿ وَعَلَى ٱللَّهِ فَتَوَكَّلُوٓاْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٣﴾ ﴾ المائدہ/۲۳ (اور تم اگر مومن ہو تو تمھیں اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ توکل صرف اللہ کا حق ہے لہذا اگر کوئی یہ کہے کہ مجھے اللہ و رسول پر توکل اور بھروسہ ہے تو اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ ﴾ القصص: ٥٦ (آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالی ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔ ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دلوں میں ہدایت ڈالنا صرف اللہ کا کام ہے، رسول اللہ ﷺ کا کام نہیں ہے۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿٥﴾ ﴾ الفاتحہ: ٥ (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مدد صرف اللہ سے مانگنی چاہئے جس نے غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارا اس نے شرک کیا، جس نے یارسول اللہ مدد

پکارا اس نے شرک کیا۔ جس نے یا علی مدد، یا غوث مدد پکارا اس نے شرک کیا۔

دسواں نکتہ: میلاد کی مجلسوں کا کیا حال ہے؟

محفل میلاد منانے والوں کے لئے ایک نکتہ یہ بھی قابل غور ہے کہ میلاد کی مجلسوں کا کیا حال ہے؟۔ میلاد کی مجلسوں میں جس قدر منکرات اور برائیاں انجام پاتی ہیں ان کی ایک طویل فہرست ہے۔ اس موقع پر سب سے بڑی برائی شرک کی ہوتی ہے، کچھ بد نصیب اللہ کے بجائے اللہ کے رسول ﷺ ہی سے دعائیں کرتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ نیز ان مجلسوں میں مردوں اور عورتوں کا بے حجابانہ اختلاط اور آزادانہ میل جول ہوتا ہے، بسا اوقات فحش کاریوں اور بدکاریوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ بے جا اسراف اور فضول خرچی کی جاتی ہے، اس میں ایسے لوگ بھی اپنا مال لٹاتے ہیں جو فرض زکاۃ ادا نہیں کرتے جبکہ وہ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ ریا و نمود، شہرت طلبی، فخر و مباہات، جھوٹی احادیث اور بناوٹی قصوں کے تذکرے،

شرکیہ نعتیں اور فلمی گیتوں کے وزن پر جذبات کو برانگیختہ کرنے والے سُروں میں بے ریش، حسین، سبزہ آغاز لڑکوں اور بالغ یا قریب البلوغ لڑکیوں سے نظمیں پڑھوانا، مخالفین پر بہتان تراشی اور جھوٹے الزامات وغیرہ وغیرہ جیسی بے شمار برائیاں ایسی محفلوں کی تاریخ اور حال ہیں۔

عید میلاد کے جلوس اور اس کے جشن کی محفلوں میں شرکت کرنے والوں کی اکثریت دین سے غافل، فرائض کی تارک، سنتوں سے بے پروا اور شریعت کی پابندی سے دور ہوتی ہے۔ ان میں ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی ہوتی ہے جو صلاۃ (نماز) تک نہیں پڑھتے جب کہ شہادتین کے بعد سب سے پہلا فریضہ صلاۃ ہے۔ صلاۃ تو اسلام کا دوسرا رکن ہے، ان میں کتنے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اسلام کے پہلے رکن کلمۂ شہادت کو نہیں جانتے، نہ اسے زبان سے پڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی اس کا صحیح معنی ومفہوم بتا سکتے ہیں۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ جب صحیح دین سے تمسک کمزور پڑتا ہے تو بعض آسان رسمیں ایجاد کر کے اپنی دینداری کا بھرم قائم رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

آخری بات:

عید میلاد النبی ﷺ کے بدعت ہونے پر پوری امت کا تفاق ہے۔
عید میلاد منانے والے بھی اسے بدعت مانتے ہیں اور مخالفین بھی اسے بدعت کہتے ہیں۔ فرق بس اتنا ہے کہ منانے والے اسے بدعت حسنہ کہتے ہیں اور مخالفین کہتے ہیں کہ بدعت حسنہ کوئی چیز نہیں۔ جو شخص بدعت حسنہ کا قائل ہے وہ گویا رسول ﷺ پر دین کی تبلیغ میں معاذ اللہ خیانت کا الزام عائد کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں دین کے مکمل ہوجانے کا صاف اور واضح اعلان کیا ہے جیسا کہ آیت گذر چکی ہے۔ نیز نبی ﷺ کا فرمان ہے: «كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ». «ہر بدعت ضلالت ہے»۔ (مسلم)

جب نبی ﷺ نے ہر بدعت کو ضلالت قرار دے دیا تو اب ہمارے لئے کسی طرح جائز نہیں کہ بعض قسم کی بدعتوں کو سند جواز عطا کریں۔

والله أعلم وصلى الله على نبينا وسلم۔